قسط نمبر ا

عربی زبان وادب کی اہمیت

مولاناولی خان المظفر (مدیر"الفاروق"عربی)

عربی زبان وادب کی اہمیت، منفعت اور افادیت صرف اہل علم اور عام مسلمان ہی کے لیے نہیں بلکہ عام انسان کے لیے بھی واضح ہے۔اس لیے کہ عربی زبان بطور "زبان" کے پوری دنیامیں بولی اور سمجھی جاتی ہے، عرب لیگ میں شامل خود عربوں کے ۲۲ ممالک کے علاوہ عالم اسلام کے اکثر پڑھے لکھے لوگ بھی عربی زبان بقدر کفایت جانتے ہی ہیں۔ نیز عرب دنیا کے اپنے ذرائع ابلاغ کے ساتھ ساتھ دنیا کے بیشتر ممالک میں عربی زبان میں ابلاغیات کا باقاعدہ اہتمام ہے۔

جبکہ عربی زبان بطور ادب وثقافت کے توشاید کائنات کے تمام زبانوں سے کہیں زیادہ ادبی ذخیرہ سے مالامال ہے اور کیوں نہ ہو، حالانکہ اس کو تمام انبیاءورسل کی زبان ہونے کا شرف حاصل ہے۔اس کو تمام کتب سماویہ بشمول قرآن کریم کے ظرف ہونے کاافتخار واعتزاز حاصل ہے۔سابق مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانامفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:

"روایات اس پر متفق ہیں کہ ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کوسب سے پہلے جوزبان جنت میں بصورت "تعلیم اسماء" سکھائی گئی تھی، وہ عربی تھی، اوراسی زبان کووہ دنیامیں بولتے تھے، انسان سے پہلے اس دنیامیں جنات کے درمیان کوئی دوسری زبان ضرور رائج ہوگی، لیکن اس میں شبہ نہیں کہ انسان کی سب سے پہلی زبان عربی ہے، ظاہر روایات سے فرشتوں کی زبان کا بھی عربی ہونا معلوم ہوتا ہے۔"

امام جلال الدین سیوطی نے ایک روایت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء سابقین پر جتنی کتابیں نازل ہوئی تھیں وہ سب عربی میں تھیں، ان انبیاء کرام علیہم السلام نے ان کتابوں کا ترجمہ اپنی اپنی قوموں کی زبانوں میں کردیا تھا، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں یہ توفرمایا گیاہے کہ ہرنبی کو قوم کاہم زبان بن کر بھیجا گیاہے۔"وماأرسلنا من رسول الا بلسان قومه"لیکن یہ نہیں فرمایاکہ وہ آسمانی کتابیں بھی اسی قوم کی زبان میں تھیں، اس قسم کی روایات سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتاہے کہ جس طرح ہرحکومت کی اپنی دفتری زبان ہوتی ہے اور اسی میں فرامین جاری ہوتے ہیں، اسی طرح حکومت الٰہیہ کی دفتری اور سرکاری زبان عربی ہے، انسان کو سب سے پہلے جنت میں یہی زبان سکھلائی گئی، دنیامیں سب سے پہلے انسان نے اسی زبان کواستعمال کیااور عالم آخرت، برزخ، محشراور جنت کی زبان بھی یہی عربی ہوگی، اسی عربی زبان میں تمام آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ عربی زبان کی فصاحت وبلاغت اوراس کی وسعت وسہولت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زبان کاانتخاب ہی اسی لیے فرمایاتھاکہ وہ کل دنیاکی زبانوں کے مقابلے میں ہرحیثیت سے بہتراور افضل ہے...........

اللہ جل شانہ نے عربی زبان کوانسان کے دنیامیں آنے سے پہلے بلکہ اس کی پیدائش سے بھی پہلے پیدا فرمایاتھادوسری زبانیں طوفانِ نوح علیہ السلام کے بعد دنیامیں رائج ہوئی تھیں، اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن مجید کاعربی زبان میں ہونااس بات کی سب سے بڑی شہادت ہے کہ عربی زبان ہی سب سے پہلے پیداکی گئی تھی......" (مقدمہ المعجم:ص ر ۱۳۔۱۴۔۱۵)

قرآن وحدیث اوراس کے متعلقہ دیگر علوم وفنون کی عربیت کے علاوہ بہت سے دنیوی علوم وفنون کے اصل مصادر ومراجع کابڑا حصہ عربی زبان ہی میں ہیں۔ مثلاً علم ہندسہ، جغرافیا، قرض الشعر، فلکیات، تاریخ وغیرہ وغیرہ۔

پھر معاصر دنیا میں سمعی و مرئی و قلمی میڈیا نے عربی زبان کے زمانۂ قدیم کی اصطلاحات، محاورات، ضرب الامثال اور لغات و مفردات کو از سر نو زندہ و جاوید کر دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عرب دنیا کی سوقی عربی اور اہل علم و فضل کی عربی میں خاصا فرق ہے، مگر مجلّات و جرائد، صحائف و اخبارات، مواعظ و خطبات درس و تدریس، ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں فصیح عربی ہی بولی اور سمجھی جاتی ہے، چنانچہ جب بھی آپ کسی سوقی عربی سے بات کرتے ہوئے اس کو "عامیہ" سے فصحیٰ پہ لانا چاہیں، تو ان سے کہہ دیں "یا شیخ تکلم بالفصحی" تو وہ فوراً فصیح لغت پر آجائے گا۔ حتیٰ کہ دنیا کے تمام براعظموں کی مشہور و معروف جامعات، کلیات اور دانش گاہوں میں عربی زبان کے شعبے اور ڈپارٹمنٹ اسی مقصد کے لیے چلائے جا رہے ہیں تاکہ انسانیت اپنی اس عظیم عربی ورثے کے توسط سے باہمی ارتباط قائم رکھ سکے۔ دنیا کی بین الاقوامی تسلیم شدہ زبانوں (عربی، انگریزی، روسی، چینی، فرانسیسی) میں سب سے زیادہ افرادی قوت بھی عربی زبان کو حاصل ہے۔ مسلمانوں کی عظیم الشان علمی، سیاسی اور تمدنی تاریخ کی وجہ سے دنیا کی ان چار بڑی زبانوں نے بھی عربی زبان سے کافی استفادہ کیا ہے، صرف انگریزی زبان میں دس ہزار عربی الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

عربی زبان کی وسعت کا اندازہ آپ اس سے لگائیے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو فقہ، حدیث و تفسیر کے ساتھ عربی ادب و شاعری کے بھی امام تھے، فرماتے ہیں: "عربی وسیع ترین زبان ہے اور اس کے تمام لغات کا احاطہ نبی کے سوا کسی عام انسان کے بس کا کام نہیں ہے" نیز علامہ سیوطی نے عربی زبان کی تعلیم و تعلم کو فرض قرار دیا ہے" (حوالہ سابقہ)۔

مسلم و غیر مسلم کی تفریق کے بغیر ایک عام آدمی کے لیے عربی کی یہ اہمیت افادیت اور منفعت بیان کی گئی۔ اہل اسلام کے لیے عربی زبان کس قدر ضروری ہے اس کے لیے محدث العصر حضرت علامہ مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا قدرے طویل اقتباس پیش خدمت ہے:

"اسلام اور عربی زبان کا جو باہمی محکم رشتہ ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اسلام کا قانون عربی زبان میں ہے۔ اسلام کا آسمانی صحیفہ قرآن حکیم۔ عربی زبان میں ہے۔ اسلام کے پیغمبر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی زبان عربی ہے۔ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تمام تر تعلیمات، ہدایات اور ارشادات کا پورا ذخیرہ عربی زبان میں ہے۔

اسلام کی اہم ترین عبادت صلوۃ (نماز) جس کو روئے زمین کے تمام مسلمان اپنے اپنے ملکوں میں روزانہ پانچ وقت پڑھتے ہیں وہ عربی زبان میں ہے۔ یہ نماز ہی توحید اسلام کا اعلیٰ ترین مظہر اور دین اسلام کی بنیادی عبادت ہے۔ پھر ہفتہ واری اسلام کا پیغام۔ جمعہ کا خطبہ۔ عربی زبان میں ہے۔ سال میں دو مرتبہ عمومی و اجتماعی پیغام۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا خطبہ۔ تمام دنیا میں عربی زبان میں پڑھا جاتا ہے۔

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے امت کی رہنمائی کے لیے جو عجیب و غریب اذکار و دعائیں صبح سے شام تک ہر محل اور ہر موقع اور ہر کام کے لیے تلقین فرمائی ہیں عبد و معبود کے درمیان تعلق و رابطہ پیدا کرنے یا اس رشتہ کو مضبوط کرنے کے لیے جن سے زیادہ موثر اور کوئی تدبیر نہیں ہے وہ سب عربی میں ہیں۔ بارگاہ قدس رب العالمین اور تجلیات الٰہیہ کا سرچشمہ جس سرزمین میں واقع ہے مکہ مکرمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفا و تعظیما و تکریما و مھابۃً۔ وہ عرب ہے اور وہاں کے باشندوں کی زبان عربی ہے۔

سید الکونین رسول الثقلین حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اقامت گاہ اور دار الہجرت جس سرزمین مقدس میں واقع ہے۔ مدینہ منورہ زادھا اللہ تعالیٰ نورا وطیباً۔ وہ عرب ہے اور اس کے بسنے والوں کی زبان بھی عربی ہے۔ مکہ معظّمہ جس طرح عدنانی عرب کا مرکز تھا اسی طرح ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ قحطانی عرب کا مرکز بن گیا اور ان دونوں مرکزوں کی زبان اور تہذیب عہد قدیم سے آج

تک عربی ہے۔ دونوں قوموں عدنانی اور قحطانی عربوں کا سرمایہ تاریخ وادب عربی زبان میں ہے۔ قرآن کریم اور اسلام کے پہلے مخاطب جزیرۃ العرب میں بسنے والی پوری آبادی عرب ہے۔ جزیرۃ العرب سے باہر اسلام کے دو اہم ترین مرکز عراق وشام ہیں۔ دونوں ملک عربی زبان اور تہذیب کا گہوارہ تھے اور ہیں۔

مصر، لیبیا، سوڈان، مغربی افریقہ، الجزائر، تیونس اور مراکش وغیرہ سب عربی بولنے والوں کے مرکزی مقامات ہیں اور شمالی افریقہ کی اکثریت کی زبان بھی عربی یا بگڑی ہوئی عربی ہے۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام کے زمرہ میں شامل عرب فاتحین جو اسلامی فتوحات کے سلسلہ میں سندھ وہند، افغانستان وبخارا سے لے کر اسپین تک نہ صرف پھیل گئے بلکہ ان ملکوں میں بس بھی گئے تھے ان کے ذریعہ ان ملکوں میں بھی عربی زبان پہنچ گئی تھی چونکہ ان ملکوں کے تمام مسلمان قوموں کا دینی سرمایہ عربی زبان میں تھا اس لیے ان ملکوں کی بھی دینی اور مذہبی زبان عربی بن گئی۔

چنانچہ نہ صرف یہ کہ ان ممالک اسلامیہ میں لائق فخر عربی داں پیدا ہوئے بلکہ عجمی ممالک کے ان مراکز سے بھی عربی کے وہ مایہ ناز ماہرین وموجدین علوم وفنون پیدا ہوئے جن کی نظیر کا دنیا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ ان ہی عجمی علماء کی بدولت عربی علوم میں صرف ونحو، معانی بیان، بدیع، لغت عربی، رسم الخط، علم الاشتقاق، عروض وقافیہ اور شعر وادب اور دیگر اسلامی علوم زندہ وتابندہ ہیں۔ تفسیر واصول، تفسیر حدیث واصول حدیث، فقہ واصول فقہ، عقائد وتوحید، کلام اور آلیہ علوم۔ منطق، فلسفہ ہیئت ریاضی وغیرہ علوم کا سارا ذخیرہ عربی زبان میں ڈھل گیا۔ اور نہ صرف یہ، بلکہ عربی زبان کے حقائق فقہ ولغت کی باریکیاں اور حیرت انگیز لسانی خصوصیات عربی تلفظ کی صحت وسہولت کے قواعد وضوابط اور لسانی حسن وجمال کی نیرنگیاں وغیرہ وہ علمی سرمائے ہیں کہ عربی کے علاوہ دنیا کی اور دوسری زبانوں میں ان کا پتہ تک نہیں ہے۔

الغرض دینی علوم ہوں یا اسلامی تاریخ، وحی الٰہی کا منبع ہوں یا تعلیم وتربیت نبویؐ کا سرچشمہ، اتحاد اسلامی کا عظیم مقصد ہو یا بین المملکتی سیاسی مفاد ومصالح ہر لحاظ سے اور ہر حیثیت سے عربی زبان کی اہمیت سے انکار جنون کے مرادف ہے۔

عصر حاضر میں بھی صحرائے عرب میں جزیرۃ العرب کے اندر اور جزیرۃ العرب کے باہر اللہ تعالیٰ کی قدرت ومشیت سے جو زرسیال، پیٹرول اور دوسرے معادن کے ابلتے ہوئے چشمے نمودار ہوگئے ہیں انھوں نے ان بادیہ نشینوں اور خانہ بدوشوں عرب اقوام کی عزت ومجد اور عظمت وثروت کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچادیا ہے کہ آج روس وامریکہ فرانس وبرطانیہ جیسے اعداء اسلام بھی اپنے اقتصادی وسیاسی مفاد ومصالح کی خاطر ان بدویوں کی خوشامد پر اس کے لیے عربی زبان سیکھنے اور بولنے پر مجبور ہوگئے ہیں اسی لیے تمام یورپین ممالک کے لیے عربی زبان وادب کی درسگاہیں کھولنا اور ان کو فروغ دینا ناگزیر ہوگیا ہے (عراق کی موجودہ اور سابقہ جنگیں بھی اسی زرسیال ہی کے لیے ہیں)۔

کویت کا صحرا آج وہ دولت وثروت اُگل رہا ہے جس کی بدولت انگلستان کی باغ وبہار قائم ہے۔ اگر آج کویت کی دولت انگلستان کے بینکوں سے نکال لی جائے تو برطانیہ کا دیوالیہ نکل جائے۔ غرض جس طرح عہد ماضی میں روحانی ہدایت کے سرچشمے صحرائے عرب سے پھوٹے آج بالکل اسی طرح مادی دولت وثروت کے سرچشمے بھی اسی سرزمین سے ابل رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ دین ہو یا دنیا روحانیت ہو یا مادیت ہر جہت اور حیثیت سے عربی زبان دنیا کی تمام قوموں کے لیے اپنی غیر معمولی اہمیت کی بناء پر قابل توجہ بنی ہوئی ہے۔

عربی زبان سیکھنے کے لیے جہاں تک معمولی نوشت وخواند کا تعلق ہے صرف تین چار ماہ کا عرصہ کافی ہے۔ ہاں عربی زبان وادب کی مہارت اور لسانی علوم وفنون، صرف ونحو، معانی بیان وبدیع اور قرآنی اعجاز کے حقائق تک پہنچنا تو اس کے لیے بیشک عمریں درکار ہیں۔“

(ماہنامہ بینات، محرم ۱۳۸۶ھ)

رہی بات اہل اسلام میں طبقۂ علماء، مجتہدین، مفتیین اور خواص کی، سو اس حوالے سے محققین اہل سلف کے کچھ اقوال درج کیے جاتے ہیں تاکہ نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی صعوبت نہ رہے۔

☆خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"تعلّموا العربیة فانهامن دینکم......"(ایضاح الوقف والابتداء:۱/۱۵)

☆حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اپنے ایک مکتوب میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"امابعد، فتفقهوا فی السنة، وتفقهوا فی العربیة، وأعر بوا القرآن فانه عربی"۔(اقتضاء الصراط المستقیم ۲۰۷)

☆ تفسیر قرطبی میں ہے کہ مدینہ منورہ کی مسجد نبویؐ شریف میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک شخص نے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے سورۂ توبہ کی اس آیت ﴿إن الله بریئ من المشرکین ورسوله﴾ کے آخر میں "ورسولُه" کے بجائے "ورسولِه" پڑھ دیا۔ جس کا معنی بالکل کچھ سے کچھ ہو گیا۔ معنی تھا:"بے شک اللہ جل شانہ مشرکین سے الگ (بیزار) ہے اور اس کا رسولؐ بھی"اب بکسر اللام پڑھنے کی صورت میں نعوذ باللہ تعالیٰ معنی ہوگا:"اللہ جل شانہ مشرکین سے اور اپنے رسولؐ سے بیزار ہیں"جو خطأ فحش غلطی ہے ہی، قصداً کفر تک لے جانے کا باعث بھی ہے۔ مختصراً یہ کہ اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا مشہور قول فیصل فرمان جاری فرمایا کہ "لایُقرئ القرآن إلاعالم باللغة"(مقدمۂ تفسیر قرطبی ص ۲۰) کہ قرآن کریم پڑھانے والا لغت عربی کے قواعد وضوابط سے اگر بے خبر ہے تو اس سے تعلیم قرآن کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اب ذرا اپنے ماحول پر نظر دوڑائیے کہ ہمارے یہاں قارئین و مُقرئین قرآن کریم تو درکنار مفسرین قرآن کریم (بلکہ صحیح معنوں میں متفسرین) ایسے بہت سے ہیں جو بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عربی زبان وادب سے بالکلیہ عاری ہوتے ہیں۔ حضرت امام دار الہجرۃ فرماتے ہیں:"لاأوتی برجل غیرعالم بلغة العرب یفسر کتاب الله إلاجعلته نکالاً"(الإتقان في علوم القرآن للسیوطي:۱/۱۷۹) زرکشی کا بھی اسی طرح کا ایک قول ہے دیکھیے (البرهان في علوم القرآن للزرکشي:۱/۲۹۲) جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:"من قال في القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعده فی النار۔(أبوداؤد، بحواله الإتقان:۲/۱۷۹) گویا علمی استعداد کے بغیر قرآن کریم کے متعلق رائے زنی کرنے والا اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا رہا ہے۔

☆ابو الزناد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ:"ماتزندق من تزندق بالمشرق إلاجهلاً بکلام العرب"(المدخل إلی العربیة) یعنی مشرق میں جتنے زنادقہ پیدا ہوئے وہ عربی زبان وادب سے ناواقفیت کی بناء پر پیدا ہوئے۔

☆حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:"لایُقبل الرجل بنوع من العلوم ، مالم یزیّن علمه بالعربیة"یعنی قبولیت فی العلم کے لیے عربی سے لگاؤ ضروری ہے۔ نیز ان کا ارشاد ہے:"أنفقت في الحدیث أربعین ألفاً، وفي الأدب ستین ألفاً، ولیت ماأنفقته فی الحدیث، أنفقته في الأدب، قیل له: کیف؟ قال: لأن الخطأ في الأدب یؤدی إلی الکفر"یعنی حدیث کی تحصیل میں چالیس ہزار درہم خرچ کیے، اور ادب کی تحصیل میں ساٹھ ہزار مگر پھر بھی فرماتے ہیں کہ کاش جو کچھ میں نے علم حدیث کے حصول میں خرچ کیا وہ علم ادب ہی کے حصول میں خرچ کرتا۔ کیوں کہ عربی ادب کی غلطیاں اہل علم کے لیے مفضی إلی الکفر ہیں، سبحان اللہ (سابق حوالہ)۔

☆امام المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے "فاطر السماوات والأرض"کا معنی نہیں معلوم تھا۔ یہاں تک کہ میں نے ایک عربی خاتون کو "أنا فطرته" کہتے ہوئے سنا، پوچھنے پر اسی نے بتایا"أی ابتدأته"اسی لیے آپ نے فرمایا:"إذا خفي علیکم شيء من القرآن الکریم، فابتغوه في الشعر، فإنه دیوان العرب"کہ جب بھی تم پر قرآن کریم کے کسی لفظ کا معنی مخفی رہے، تو اس سے عربی شاعری میں تلاش کرو، کیوں کہ شعر عربی زبان کا مستند ماخذ ہے۔ آپؓ جب تفسیر پڑھاتے پڑھاتے اکتا جاتے تو نشاط کے لیے

فرماتے:"ھا توني دیوان الشعراء"اور پھر اسے پڑھتے اور پڑھواتے۔(الإحکام في أصول الأحکام للآمدی:۱/۵۱)۔

☆حضرت شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے عربی زبان وادب اور اسلامی عقائد کے درمیان اعضاء جسمانی کے جوڑوں ومفاصل کے ارتباط کی طرح مضبوط ربط کا کلام فرمایا ہے۔(اقتضاء الصراط المستقیم:۱۲۴)

☆حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن وحدیث کے علوم بقدر کفایت حاصل کرنا فرض ہے اور چونکہ قرآن وحدیث کے سمجھنے کے لیے عربی زبان وادب بطور مفتاح وکنجی ہے اس لیے عربی زبان وادب کی تحصیل بھی فرض ہے"ومالایتم الواجب، إلابه فھو واجب"(المحصول في علم أصول الفقه للرازي:۱/۲۷۵)

☆حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ عربی زبان وادب کے نابغۂ روزگار ماہر تھے ان کا ارشاد ہے:"ما أردت بھا"یعني العربیة"إلا الاستعانة علی الفقه"(سیر أعلام النبلاء للذھبي:۱/۷۵)۔

☆جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:"من یُحسن أن یتکلم بالعربیة، فلایتکلم بالعجمیة فإنه یورث النفاق" أو"من کان یُحسن أن یتکلم بالعربیة، فلایتکلم بالفارسیة فإنه یورث النفاق"(مستدرك الحاکم:۴/۷۸)یعنی جو شخص اچھی طرح عربی زبان میں تکلم پر قادر ہو تو وہ عربی ہی میں بات کیا کریں تاکہ اعجمی زبان وثقافت کے مضر اثرات سے محفوظ رہے۔

☆آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:"أنا أفصح العرب بیدأني من قریش"یعنی میں فصیح ترین عربی ہوں اس لیے کہ میں قریشی ہوں۔

نیز بعض محققین نے اس سے نصف علم قرار دیا ہے"معرفة مفردات اللغة نصف العلم. لأن کل علم تتوقف إفادته واستفادته علیھا، وحکمه: أنه من فروض الکفایات...... لأن به تُعرف معاني ألفاظ القرآن والسنة، ولاسبیل إلی إدراك معا نیھما إلابالتبحر في علم ھذہ اللغة"اور اسی بناء پر کہا گیا:

حفظ اللغات علینا۔ فرض کحفظ الصلاۃ

فلیس یُحفظ دین ۔ إلابحفظ اللغات

(مقدمہ القاموس المحیط للفیروز آبادی)

☆علامہ ابن نجفی نے فرمایا: جس کا مفہوم یہ ہے کہ اہل اجتہاد وفتاوی کہلانے والا اگر لغت عرب سے ناواقف ہوگا تو وہ"أضلّ وأضلّ" کا مصداق بن جائے گا(الخصائص:۳/۲۴۵)

☆مفسر قرآن کے لیے عربی زبان وادب کی اہمیت وفرضیت کے متعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم رقمطراز ہیں:"نمبر۵ لغت عرب۔ قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس لیے تفسیر قرآن کے لیے اس زبان پر"مکمل" عبور حاصل کرنا ضروری ہے(بدقسمتی سے اور تو اور ہمارے عربی مدارس میں بھی قرآن کریم کے تفسیری اسباق اکثر وبیشتر ایسے اساتذہ کے سپرد کیے جاتے ہیں جو نحو وصرف اور عربی ادب میں زیرو ہیں ہی دیگر علوم وفنون میں بھی ید طولی کے مالک نہ ہوں)۔ مستثنیات کی بات الگ ہے قرآن کریم کی بہت سی آیات ایسی ہیں کہ ان کے پس منظر میں چونکہ کوئی شان نزول یا کوئی اور فقہی یا کلامی مسالہ نہیں ہوتا اس لیے اُن کی تفسیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ وتابعینؒ کے اقوال منقول نہیں ہوتے، چنانچہ ان کی تفسیر کا ذریعہ صرف"لغت عرب"ہوتی ہے اور لغت ہی کی بنیاد پر اس کی تشریح کی جاتی ہے، اس کے علاوہ اگر کسی آیت کی تفسیر میں کوئی اختلاف ہو تو مختلف آراء میں محاکمہ کے لیے بھی علم لغت سے کام لیا جاتا ہے"(مقدمہ معارف القرآن:۱/۵۱)۔

☆بعض لوگ فارسی کی اہمیت کے لیے نہیں بلکہ عربی کی اہمیت کم کرنے کے لیے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وعلی أصحابہ کے فتویٰ جواز صلاۃ بالفارسیۃ سے بار داستدلال کرنے میں نہیں تھکتے اور فارسی کو اردو اور انگریزی اور دیگر زبانوں کے لیے بھی بطور مقیس علیہ کے پیش کرتے ہیں۔ فیاسبحان اللہ۔ ایسے حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ جہاں جہاں جواز صلاۃ بالفارسیۃ کا حضرت امام صاحب کا قول منقول ہے وہیں پر آخر میں ان کا رجوع بھی منقول ہے۔ نیز حضراتِ فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم أجمعین نے حضرت کے قول کی تشریح اس طرح کی ہے: ''الخلاف فیما إذا جری علی لسانه من غیر قصد، أما من تعمد ذلك فیكون زندیقاً أو مجنوناً، فالمجنون یُداوی والزندیق یُقتل'' (فتح القدیر: ج۱، ص۲۴۹، المکتبہ الرشیدیہ کوئٹہ)

لطیفہ: عالمِ جلیل حضرت ابو بکر محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں کسی مفسد قسم کے شخص نے حضرت سے فتویٰ طلب کیا کہ اس زمانے میں تعلیم وتعلم عربی زبان میں طلبہ پر نہایت شاق ہے، عربی کے بجائے کیا ہم فارسی میں تعلیم بچوں کو دلا سکتے ہیں؟ محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ نے پیامبر سے فرمایا کہ آپ جائیے ہم سوچ بچار کر کے جواب دیں گے۔ پھر آپ نے اس شخص (عالم) کے متعلق معلومات کیں، پتہ چلا کہ مذہب ومسلک اور فکر ونظریہ کے لحاظ فساد کا شکار ہے اس لیے اس قسم کا استفتاء ارسال کیا ہے تو آپ نے اپنے ایک خادم کو خنجر دیا اور فرمایا کہ جا کر ایسے شخص کو قتل کر دو اور اگر کوئی روکنے کی کوشش کرے تو بتانا کہ محمد بن فضل نے حکم کیا ہے تو اس خادم نے جا کر اسے قتل کر دیا، پولیس نے تحقیقات کی اور قضیہ حاکم بلد کو پیش کر دیا، حاکم نے حضرت امام ابو بکر محمد بن فضل کو بلاوا بھیجا، حضرت حاضر ہوئے اور ماجری سنا کر فرمایا: ''إن هذا كان یرید أن یُبطل كتاب الله تعالى۔ فخلع له الأمیر وجازاه بالخیر'' یعنی یہ شخص کتاب اللہ کا بطلان کرنا چاہتا تھا اس لیے میں نے اسے قتل کروایا اور بطلان کی تفصیل قرآن کی عربیت اور اس کی تیسیر کی بتائی ہوگی جبکہ ان مفسد ومبطل معلم کا کہنا تھا کہ عربی میں تعلیم طلبہ پر شاق ہے۔ بحر حال حاکم نے سزا کے بجائے حضرت شیخ کو انعام دیا اور ان کا شکریہ بھی ادا کیا۔ اس سے کتاب اللہ کے متعلق عربی زبان وادب پر غیرت آجانے کا اندازہ آپ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ (فتح القدیر: ۱/۲۳۸۔۲۴۹ المکتبہ الرشیدیہ کوئٹہ) (جاری ہے)

اہم اور جدید مسائل پر مشتمل علمی تحقیق اور فکر اسلامی کا ترجمان

سہ ماہی ''المباحث الاسلامیہ''

رئیس التحریر مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی

زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آگیا ہے۔ جس میں قابل تحقیق اہم اور ضروری مسائل پر علمی بحث اور سفارشات، ملت اسلامیہ کو درپیش جدید مسائل کا فقہی حل، سائنس اور ٹیکنالوجی کی تحقیق اور تخلیق سے پیش آنے والے مسائل کا فقہی حل، اسلامی فکر ونظر کے مختلف ضروری جہات پر مضامین کی اشاعت، سود کی آلائشوں سے پاک معیشت کے قیام کے لیے حل طلب مختلف جہات پر بحث وتحقیق اور مختلف فقہی مجالس ومذاکرات وکانفرنس کے مقالات اور علمی سفارشات شاملِ اشاعت ہوں گے۔

آپ خود بھی فارم رکنیت پُر کر کے ممبر بنیں اور حلقہ اثر ورسوخ میں اس خالص علمی مجلّہ کی اشاعت کو کامیاب بنانے کے لیے احباب ورفقاء کو بھی خریدار بنا کر اس اہم علمی خدمت میں ہمارا ساتھ دیں۔ آپ کے خالص علمی وتحقیقی مضامین فراہمی، اشتہارات، بہترین تجاویز اور قابل عمل مشوروں کا ادارہ منتظر رہے گا۔ اہل خیر زیادہ تعداد میں خرید کر بطور صدقہ تقسیم کریں۔ فی شمارہ 50 روپے اور زر سالانہ 200 روپے رقوم دستی، بذریعہ ڈاک، بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر کی شکل میں ارسال فرماویں۔ اکاؤنٹ نمبر: HBL - 1813 حبیب بینک لکی گیٹ بنوں۔

ترسیل زر کا پتہ: دفتر سہ ماہی المباحث الاسلامیہ جامعۃ المرکز الاسلامی ڈیرہ روڈ پوسٹ بکس نمبر 33 بنوں پاکستان

فون: 0928-310353 فیکس: 310355 ای میل almarkazulislami@maktoob.com